بسم اللہ الرحمن الرحیم

(221)

سلسلۂ

خطباتِ جمعہ

بہ عنوان

تنہائی میں حسنِ عمل کی فضیلت

حافظ محمد ابراہیم عمری

من جانب

جماعت اسلامی ہند

تنہائی میں حسنِ عمل کی فضیلت

اسلام میں اخلاص کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے یہ بنیادی شرط ہے۔ اس کے بغیر وہ عمل دربارِ الٰہی میں شرفِ قبولیت نہیں پاتا۔ نیتوں میں اخلاص پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے مجاہدۂ نفس کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں:

''مجھے اپنی نیت کی اصلاح کرنے اور اخلاص پیدا کرنے میں بیس سال لگے''۔

عمل میں اخلاص پیدا کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ بعض اعمال لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر تنہائی میں انجام دیے جائیں۔

تنہائی میں نیک عمل کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تین قسم کے لوگوں سے نفرت کرتا ہے۔ (جن سے محبت کرتا ہے، وہ یہ ہیں) ایک وہ آدمی جو اپنے لشکر کے ساتھ دشمنوں سے مقابلے کے لیے نکلے اور ان کے سامنے سینہ سپر ہو جائے، یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے، یا اس کے ساتھیوں کو فتح مل جائے۔ دوسرا وہ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ سفر طویل ہوا تو ان کی خواہش ہوی کہ شام کے وقت کسی علاقے میں پڑاؤ کریں۔ چناں چہ انھوں نے پڑاؤ کیا تو یہ شخص ان سے الگ ہو کر نماز میں مصروف ہو گیا، یہاں تک کہ جب کوچ کا وقت ہوا تو سب کو بیدار کیا۔ تیسرا وہ شخص جس کو اس کا پڑوسی تکلیف دیتا ہے مگر وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ موت ان کے درمیان جدائی پیدا کر دیتی ہے۔ اور وہ تین آدمی جنھیں اللہ پسند نہیں کرتا، یہ ہیں: وہ تاجر جو قسمیں کھاتا ہے، وہ فقیر جو تکبر کرتا ہے اور وہ بخیل جو احسان جتلاتا ہے''۔ (الجامع الصغیر: 3074)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بَالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ۔ (ابوداؤد: باب رفع الصوت بالقرآن فی صلاۃ اللیل) ''قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے

اور تنہائی میں اور آہستہ تلاوت کرنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے''۔

تنہائی کی عبادت ،اقوالِ سلف کی روشنی میں : اسلاف کرامؒ فرائض اور واجبات کے سوا تمام اعمال تنہائی میں انجام دینے کو ترجیح دیتے تھے۔حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهُ خَبْأٌ مِّنْ عَمَلٍ صَالِحٍ فَلْيَفْعَلْ۔(الزھد لابن مبارک:۳۹۲/۱) ''تم میں سے جو اپنے نیک اعمال کو لوگوں کی نظروں سے چھپا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ ایسا کرے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:مَنْ صَلّٰى صَلَاةً عِنْدَ النَّاسِ لَا يُصَلِّيْ مِثْلَهَا إِذَا خَلَا فَهِيَ اِسْتِهَانَةٌ اِسْتَهَانَ بِهَا رَبَّهُ ۔(مجلة البيان) ''جو شخص لوگوں کی موجودگی میں نماز کا ایسا اہتمام کرے جس طرح کا اہتمام تنہائی میں نہ کرے تو گویا اس نے اپنے رب کی توہین کی''۔

حضرت مسلم بن یسارؒ فرماتے ہیں: مَا تَلَذَّذَ الْمُتَلَذِّذُوْنَ بِمِثْلِ الْخَلْوَةِ بِمُنَاجَاةِ اللّٰهِ ۔ (كيف تتحمس لقيام الليل لابي القعقاع،محمد بن صالح آل عبداللہ:15)''تنہائی میں اللہ سے سرگوشی کرنے کی جو لذت ہے،ایسی لذت کسی اور چیز میں نہیں ہے''۔

حضرت ابوحازم سلمۃ بن دینارؒ فرماتے ہیں:أَخْفِ حَسَنَتَكَ كَمَا تُخْفِيْ سَيِّئَتَكَ ۔(البیہقی ،فی شعب الایمان)''اپنی نیکیوں کو اسی طرح چھپاؤ جیسے اپنے گناہوں کو چھپاتے ہو''۔

حضرت خریبیؒ فرماتے ہیں: كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَّكُوْنَ لِلرَّجُلِ خَبِيْئَةٌ مِّنْ عَمَلٍ صَالِحٍ لَا تَعْلَمُ بِهِ زَوْجَتُهُ وَلَا غَيْرُهَا ۔(سیر اعلام النبلاء:ج۶/۳۷۸)''اسلافِ کرامؒ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی اپنے نیک اعمال اس طرح مخفی رکھے کہ نہ تو اس کی بیوی کو اس کی خبر ہو اور نہ کسی اور کو''۔

امام مسروقؒ فرماتے ہیں:اِنَّ الْمَرْءَ لَحَقِيْقٌ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ مَجَالِسُ يَخْلُوْ فِيْهَا يَذْكُرُ فِيْهَا ذَنْبَهُ فَيَسْتَغْفِرُ مِنْهَا ۔(الزھد لاحمد:۱۳۵)''انسان کی کچھ مجلسیں ایسی ہونی چاہئیں جن میں وہ تنہا ہو کر اپنے گناہوں کو یاد کرے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے''۔

فرائض اور واجبات کو لوگوں کی موجودگی میں ہی ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔مثلاً: فرض نماز مسجد میں حاضر ہو کر لوگوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے،مگر نفل عبادات تنہائی میں ادا کرنا بہتر ہے۔یہی انبیاء کرام اور سلف صالحین کا طریقہ ہے۔حضرت داؤدؑ ،حضرت زکریاؑ اور حضرت مریمؑ نے نفل عبادات کے لیے اپنے گھر میں ایک جگہ کو مخصوص کر رکھا تھا،جسے قرآن مجید میں ''محراب''یعنی

عبادت گاہ'' کہا گیا ہے، جہاں وہ اکثر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ بھی اپنی ساری نفل نمازیں گھر ہی میں ادا فرمایا کرتے تھے۔

دعا بھی ایک ایسی عبادت ہے، جس میں تنہائی مقصود ہے۔اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔(الاعراف:55)''تم اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی''۔

حضرت زکریاؑ کی دعا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا:اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۔(مریم:3) ''جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی''۔

صدقات وخیرات میں بھی عام طور پر ریاکاری کا جذبہ پایا جاتا ہے،اس لیے لوگوں کی نظروں سے بچ کر خفیہ طریقے سے صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی۔صحیح مسلم کی مشہور روایت ہے،اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رات کے اندھیرے میں صدقے کا مال لے کر نکلا(تاکہ کوئی اس کی اس نیکی کو نہ دیکھے)،راستہ میں ایک آدمی نظر آیا،اپنا مال اس کو دے دیا،صبح ہوی تو لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ کسی نے چور کو اپنا مال صدقہ کیا،(اسے بڑا افسوس ہوا،وہ دوسری رات پھر اپنا مال لے کر نکلا)ایک عورت غریب معلوم ہوی تو چپکے سے اس کے ہاتھ میں اپنا مال رکھ دیا۔اتفاق سے وہ عورت زانیہ نکلی۔لوگ چہ می گوئیاں کرنے لگے کہ آج رات کسی نے ایک زانیہ کو اپنا مال صدقہ کیا۔ صدقہ کرنے والے کو ایک رات خواب میں ایک شخص آکر کہا:تم نے چور پر جو صدقہ کیا ہے،ہوسکتا ہے کہ وہ چوری سے باز آئے،اور جو صدقہ تم نے ایک زانیہ پر کیا ہے،ہوسکتا ہے کہ وہ زنا سے باز آئے۔

تنہائی میں نیکی کرنا،نیکی کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے۔اسی لیے اسلافِ کرامؒ تنہائی میں عمل کرنے کو پسند کرتے تھے۔محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے اللہ والوں کو دیکھا ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک ہی تکیہ پر سر رکھ کر سوتے۔اللہ کی خشیت سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے،مگر ان کی بیوی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

سلف صالحین اس بات کا اہتمام کیا کرتے تھے کہ ان کو کوئی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے نہ دیکھے۔ابن الجوزیؒ نے اپنی کتاب''صفوۃ الصفوۃ''میں ذکر کیا ہے کہ مریہ الربیع بنت خثیم فرماتی ہیں: كَانَ عَمَلُ الرَّبِيعِ كُلُّهُ سِرًّا اِنْ كَانَ لَيَجِيءُ الرَّجُلُ وَقَدْ نَشَرَ الْمُصْحَفَ فَيُغَطِّيهِ بِثَوْبِهٖ ۔(حلیۃ

الاولیاء لابی نعیم: حدیث مقطوع، 1715) ''ربیع ساری عبادتیں لوگوں کی نظروں سے بچ کر کرتے۔ اگر دورانِ تلاوت کوئی شخص ملاقات کے لیے آجاتا تو فوراً مصحف پر کپڑا ڈال دیتے، تاکہ آنے والے کو معلوم نہ ہو کہ وہ تلاوت کر رہے تھے''۔

امام ذہبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایوب سختیانیؒ پوری رات تہجد میں اور آہ وزاری میں گزار دیتے، اور اپنے اس عمل کو لوگوں سے مخفی رکھتے۔ جب صبح ہوتی تو اپنی آواز اس طرح بلند کرتے کہ گویا ابھی ابھی بیدار ہو رہے ہیں۔(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج۱/۱۳۱)

محمد بن قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں محمد بن اسلم کی صحبت میں بیس سال رہا۔ جمعہ کی دو رکعت سنت کے علاوہ کوئی اور نفل نماز پڑھتے ہوئے میں نے انھیں نہیں دیکھا۔ میں نے انھیں کئی مرتبہ قسم کھا کر کہتے ہوئے سنا: لَوْ قَدَرْتَ أَنْ أَتَطَوَّعَ حَيْثُ لَا يَرَانِيْ مَلَكَايَ لَفَعَلْتُ خَوْفًا مِّنَ الرِّيَاءِ۔ ''اگر میرے بس میں ہوتا تو میں نفل نمازیں ایسی جگہ پڑھتا کہ میرا نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہ ہو، تاکہ ریا کاری سے بچ سکوں''۔(سیر اعلام النبلاء، ج:12)

حضرت ابن ابی علیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت داوٗد بن ابی ہندؒ نے چالیس سال تک اس طرح روزہ رکھا کہ خود ان کے گھر والوں کو اس کی خبر نہیں ہوی۔ ان کا معمول تھا کہ وہ گھر سے اپنا کھانا لے کر نکلتے، اور راستے میں کسی غریب کو دے دیتے۔ گھر والے سمجھتے کہ وہ کھا چکے ہیں۔

حضرت علی بن حسینؒ غذا کا تھیلا لے کر رات کی تاریکی میں گھر سے نکلتے اور غریبوں کو تلاش کر کے ان پر صدقہ کرتے۔ پھر فرماتے: اِنَّ الصَّدَقَةَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم:) ''رات کی تاریکی میں صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو مٹا دیتا ہے''۔

حضرت ابن عائشہؒ کا بیان ہے کہ میرے والد نے فرمایا: میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب حضرت علی بن حسین کا انتقال ہوا تو ہمارے گھروں میں مخفی طور پر صدقات وخیرات آنا بند ہو گئے''۔(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم:)

تنہائی میں عمل کرنے کے فوائد:

۱۔ لوگوں کی موجودگی میں کیے جانے والے عمل کے مقابلے میں تنہائی میں کیا جانے والا عمل زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ حضرت صہیب بن نعمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَضُلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِیُ بَیُتِهِ عَلٰی صَلَاتِهِ یَرَاهُ النَّاسُ کَفَضُلِ الُفَرِیُضَةِ عَلَی التَّطَوُّعِ .(صحیح الترغیب والترھیب : ۴۳۸)"لوگوں کے درمیان پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں گھر میں پڑھی جانے والی (نفل) نماز کو وہی فضیلت حاصل ہے جو فرض نماز کو نفل پر حاصل ہے"۔

مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔اس کے باوجود آپ ﷺ نے نفل نماز گھر میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَاتَرَی اِلٰی بَیُتِی مَا اَقُرَبَهُ مِنَ الُمَسُجِدِ فَلَأَنُ اُصَلِّیَ فِیُ بَیُتِیُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنُ اَنُ اُصَلِّیَ فِی الُمَسُجِدِ اِلَّا اَنُ تَکُوُنَ صَلَاةً مَکُتُوُبَةً۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے،اس کے باوجود میں نماز گھر میں ادا کرنے کو پسند کرتا ہوں،سوائے فرض نماز کے"۔ (ابن ماجہ: باب ماجاء فی التطوع فی البیت)

۲۔تنہائی میں کیا جانے والا عمل گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے: صدقات وخیرات کی بڑی فضیلت آئی ہے۔علانیہ صدقہ کرنے کے مقابلے میں خفیہ طور پر صدقہ کرنے کو بہتر اور گناہوں کے کفارے کا باعث بتایا گیا۔ارشاد الٰہی ہے:اِنُ تُبُدُو االصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنُ تُخُفُوُهَا وَتُؤُتُوُهَاالُفُقَرَاءَ فَهُوَخَیُرٌ لَّکُمُ وَیُکَفِّرُعَنُکُمُ مِنُ سَیِّئَاتِکُمُ ۔(البقرۃ:271)"اگر تم صدقہ وخیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو، یہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹادے گا"۔

۳۔عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔تنہائی میں عمل کرنے کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن اپنے عرش کے خصوصی سایے میں جگہ عطا فرمائے گا۔مشہور حدیث ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں،جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے سایے میں جگہ دے گا،جس دن کہ اس کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ان میں سے دو خوش نصیب ایسے ہیں جو تنہائی میں نیک عمل کیا کرتے تھے۔ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے۔ دوسرا وہ شخص جس نے اس قدر چھپا کر صدقہ کیا کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے جو خرچ کیا،اس کی خبر اس کے بائیں ہاتھ کو نہیں ہوی۔(مسلم: باب فضل اخفاء الصدقة)

۴۔تنہائی میں عبادت کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں۔رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ ’’اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی اور پرہیز گار، لوگوں سے بے نیاز اور گم نام ہو ۔(مسلم: کتاب الزھد)

۵۔تنہائی میں عبادت کرنے والوں کی دعاؤں کو اللہ تعالی رد نہیں کرتا۔محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں: میرا یہ معمول تھا کہ ہر رات نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی کے ایک ستون کی آڑ میں عبادتوں میں مصروف ہو جاتا۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مدینہ میں قحط سالی لاحق ہوی۔لوگوں نے شہر سے باہر نکل کر نمازِ استسقاء ادا کیا، اس کے باوجود بارش نہیں ہوی۔جب رات ہوی تو میں اپنے معمول کے مطابق مسجد نبوی میں داخل ہو کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔اچانک ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔اپنا لباس بدل کر نماز ادا کیا، پھر ان الفاظ میں دعا کرنے لگا: أَیْ رَبِّ! خَرَجَ أَھْلُ حَرَمِ نَبِیِّکَ یَسْتَسْقُوْنَ فَلَمْ تَسْقِھِمْ، فَأَنَا أُقْسِمُ عَلَیْکَ لِمَا سَقَیْتَھُمْ۔ ’’اے میرے رب! تیرے نبی کے شہر والوں نے تجھ سے بارش کے لیے دعا مانگی، مگر تو نے بارش نہیں برسائی۔میں تجھے تیری قسم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو بارش نازل فرما۔

ابن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید یہ کوئی پاگل ہے جو اس طرح گستاخانہ لہجے میں اللہ سے مانگ رہا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ابھی وہ شخص دعا سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ بجلی کی گرج سنائی دینے لگی۔پھر زوردار بارش ہونے لگی۔جب بارش نازل ہونے لگی تو اس نے اللہ کی ایسی تعریف بیان کی کہ میں نے ویسی تعریف کبھی نہیں سنی تھی۔پھر اس نے اپنا لباس تبدیل کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔صبح تک نماز میں مصروف رہا۔جب فجر کی اذان ہوی تو اس نے لوگوں کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔جب امام نماز سے فارغ ہوا تو وہ مسجد سے نکل گیا۔میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا مگر وہ لوگوں کی بھیڑ میں گم ہو گیا، مجھے پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں چلا گیا؟

دوسری رات عشاء کے بعد معمول کے مطابق میں مسجد کے ایک ستون کی آڑ میں عبادت میں مصروف تھا کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور اپنے کپڑے تبدیل کر کے عبادت میں مشغول ہو گیا۔رات بھر عبادت کرتا رہا۔جب صبح ہوی تو فجر کی نماز ادا کی اور مسجد سے نکل گیا۔میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔وہ چلتا رہا، یہاں تک کہ مدینہ کے ایک گھر میں داخل ہوا، جس کو میں پہچانتا تھا۔میں مسجد لوٹ آیا۔جب سورج طلوع ہوا تو اشراق کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں اس کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ وہ ایک موچی ہے، جو اپنے گھر کے باہر بیٹھ کر لوگوں کے جوتے چپل کی مرمت کر رہا ہے۔ وہ دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا اور کہنے لگا: مبارک ہو۔ اے ابو عبداللہ! کہیے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ کیا آپ کے جوتے کی مرمت کرنی ہے؟ میں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور اس سے کہا: کل رات مسجد میں تم ہی تو نہیں تھے؟ یہ سننا تھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ غصے میں آ کر کہنے لگا: اے ابن المنکدر! اس سے تم کو کیا لینا دینا؟ (ابن المنکدر کہتے ہیں کہ) میں فوراً وہاں سے نکل کر اپنے گھر چلا گیا۔ تیسری رات عشاء کی نماز کے بعد میں نے اسے مسجد میں نہیں پایا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ میں نے کیا کر دیا۔ صبح جب میں اس کے گھر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر کا دروازہ کھلا ہے اور گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے مالکِ مکان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ وہ کل شام ہی اپنا سارا سامان اپنے صندوق میں رکھ لیا اور یہاں سے چلا گیا۔ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا ہے؟ محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں: فَمَا تَرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ دَارًا أَعْلَمُهَا اِلَّا طَلَبْتُهُ فِيهَا فَلَمْ أَجِدْهُ ۔ ''میں نے مدینہ کے سارے گھروں میں اسے تلاش کیا مگر وہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا''۔

یہ ہے اللہ کے نیک بندوں کا حال۔ وہ اپنی عبادتیں لوگوں کی نظروں سے بچانے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ اور جب لوگوں کو ان کی عبادتوں کا حال معلوم ہو جاتا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوتا کہ ان کے درمیان رہیں۔ یہی وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں، جن کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں کرتا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ ۔ (نسائی: باب الاستنصار بالضعیف) ''اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزوروں کی دعاؤں، ان کی عبادتوں اور اخلاص کی بدولت فرماتا ہے''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا: کیا میں تمھیں جنت کے بادشاہوں اور سرداروں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ انھوں نے فرمایا: ضرور بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رَجُلٌ ضَعِيفٌ مُسْتَضْعَفٌ ،ذُوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ ۔ ''وہ جو ناتواں ہو، اور لوگ بھی اسے کمزور سمجھتے ہوں، جو پھٹے پرانے دو چادریں پہنا ہوا ہو۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کر دے''۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ریا کاری سے بچائے اور اخلاصِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

رابطہ کے ذرائع

D- 321, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, Okhla, New Delhi.110025

+91-11-26951409, 26941401,26948341

9582050234,8287025094

raziulislam@jih.org.in

www. jamaateislamihind.org